ہمارا حنفی ہونا کس معنی کر ہے؟

ما اہل حدیثیم دغا را نشناسیم
صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست
کفر ست در طریقت ما کینہ داشتن — آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

سراج الاخبار جہلم مشتہرہ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۹ء و اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۹ء میں جو ہمارا یہ قول مشتہر ہوا کہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے انتساب کو ہم فخر سمجھکر اہلحدیث حنفی کہلاتے ہیں۔ تو یہ معلوم نہوا کہ جماعت احناف میں اسکا کیا اثر ہوا۔ کیا اسکو نفاق و دھوکہ دہی سمجھا گیا۔ یا وفاق پر وہی و رست گوئی خیال کیا گیا۔ مگر جماعت منسوب* باہل حدیث میں اس قول نے کھلبلی مچادی اور ان میں دہشت ناک وحشت و تشویش پیدا کر دی۔ سب کے پہلے ہمارے ایک روحانی فرزند ایڈیٹر اخبار اہل حدیث چونک پڑے اور اس کے مقابلہ کے لیئے اُٹھ کھڑے ہوئے (جو بقول خود اہلحدیث ہونے کے ایسے مدعی ہیں کہ گویا یہ نام ان کے نام رجسٹری ہو چکا ہے۔ اپنی اخبار کا نام بھی اہلحدیث رکھا ہوا ہے۔ مطبع کا نام بھی اہلحدیث۔ ایک رسالہ اپنے عقائد میں لکھا۔ تو اُس کا نام بھی مذہب اہلحدیث رکھا۔ مگر ہمکو اور ایک جماعت عظیمہ اہل حدیث وغیرہ علماء وقت کو (جن کے نام تحریرات وفتاوے اربعین غزنویہ میں درج ہیں) انکی

---

* اس لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ کہلاتے تو ہیں وہ اہلحدیث مگر در پردہ بعض انمیں معتزلی چکڑالوی۔ مرزائی و نیچری بھی ہیں اور اب انمیں رفض بھی پھیلتا جاتا ہے۔ بعض تو کھلی بند امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی بدگوئی کرتے ہیں (جو رفضیوں کا کام ہے) اور اکثر یہ بدگوئی سنکر خوش ہوتے ہیں اسپر ردّ و انکار متوجہ نہیں کرتے۔ اب یہ لوگ سنی اہلحدیث ہونے سے نکلنے کو تیار ہیں۔ خدا خیر کرے۔

اہلحدیث ہونے میں سخت اختلاف وانکار ہے اور ہم لوگوں کے نزدیک انکا مذہب ایسا فری و آزاد ہے کہ اسمیں اعتزال ونیچریت ومرزائیت وچکڑالویت سبھی کچھ داخل وشامل ہے جتنکہ کہ وہ اپنی تفسیر عربی کو (جسکا مؤید مذہب اہل بدعت وضلال اور مخالف مذہب اہلسنت و اہلحدیث ہونا انکی مسلم مصنفین آرہ نے بھی مان لیا ہوا ہو اور وہ اپنے رسائل اصول تفسیر و تُزک اسلام کے ان مقامات کو (جنمیں معتزلہ وچکڑالویہ ومرزائیہ اصول کی پیروی کرکے حدیث نبوی کے مفسر قرآن ہونے وقصص اخبار میں حقائق شرعیہ کے مقدم ہونے سے انکار کیا ہوا ہے) جلا ندیں یا ان کی تصحیح واصلاح نکریں (جسکا وہ بارہا تحریرًا وتقریرًا وعدہ دے چکے ہیں اور اسکا ایفا نہیں کرتے) ولہذا وہ اپنے عمل وادعاء میں اس رباعی کے مصداق بنے ہوئے ہیں ؎

ہیں قول واقرار میرے یار کے اور ٭ اور فعل وکردار جفا کار کے اور
ہے مثل یہ مشہور کہ ہاتھی کے دانت ٭ کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور

اس عزیز نے ہم پر یہ الزام سراپا اتہام قائم کر دیا ہے کہ اب آپ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (جن کی طرف اہلحدیث منسوب ہیں) نہیں رہے بلکہ کسی اور کے (جس سے انکی مراد امام الائمہ ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ ہیں) ہو گئے ہیں۔ اور اس الزام سراپا اتہام کو اخبار اہلحدیث ۸۔ اکتوبر میں اس مصرعہ میں اونہوں نے ادا کیا ہے مصرع

کیسا ہو ہے کوئی نبیؐ کے ہو رہیں گے ہم۔

اس الزام اور اس مصرع نافرجام کا جواب شافی انکو مضمون سابق کے تمہیدی ریمارک میں یہ فرد لکھکر دیا گیا ہے۔ فرد

نبیؐ کے ہیں سُنّی حنفی نہ مرزائی نہ چکڑالی ٭
نہ معتزلی جو مسلم جاحظ مردود کی کرتے ہیں شاگردی ٭

انکے بعد ایک اور مدعی انتساب بمذہب اہلحدیث اٹھے جن کا نام نامی ولقب گرامی اسی

٭ ہمارے نزدیک حنفی وہی ہے جو امام کے قول اتر کو اقوال بخبر الرسول کا پیرو ہے۔ اور جو ایسا نہیں وہ حنفی نہیں۔

ریمارک مضمون سابق ملاحظہ ہو۔ صفحہ ۲۰۲ میں

اخبار میں مولوی ابو نعیم عبد العلیم صاحب دیکھا گیا ہے اس سے پہلے ہمکو انسے آشنائی نہیں ہے اور یہی صاحب ہیں جو ایڈیٹر سراج الاخبار کو مضمون السیف الصارم شائع کرنے پر باعث ہوئے ہیں۔ وہ اخبار اہلحدیث ۱۹۔ نومبر ۱۹۰۶ء میں یہی الزام ترک مذہب اہل حدیث و تجویز ضرورت تقلید مذہب حنفی قائم کرتے ہوئے یوں نغمہ سرا و خامہ فرسا ہوتے ہیں کہ اب اپنے مذہب (اہلحدیث) کو بھول چوک گئے۔ بھلا مذہب اہلحدیث کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے انتساب سے کیا غرض جب اس جماعت نے اپنا انتساب حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ تو پھر اس خصوصیت میں غیر کو کیا دخل معلوم نہیں کہ یہ اجتماع ضدین کیسا ہے۔ اہل حدیث حنفی کیسے دونو کے اصول علٰحدہ دونوں کا طرز عمل جدا۔ پھر وہ تو متحد کیسے انمیں اتحاد کیسا"

پھر اس الزام کے ساتھ یہ دوسرا الزام بھی اپنے ذہن میں خاکسار پر قائم کیا ہے کہ آپنے ہر ایسے شخص کو جو حدیث سے آشنا ہو ضرور کسی مجتہد کا پیرو ہونا۔ اور کسی کا مقلد کہلانا ضروری ٹھہرایا ہے۔ اور اسپر یہ اعتراض و سوال قائم کیے ہیں:۔

(۱) جب عامی کو تقلید میں بغیر دیکھے بھالے کتب فقہ کے چارہ نہیں تو وہ کیوں نہ مقدس کتب حدیث کو دیکھ لے۔ عربی نہ جانتا ہو۔ تو تراجم کتب عربی ہندی۔ فارسی۔ حدیث دیکھ لے اور تقلید سے درکنار رہے (۲) کیا آپ کسی کتاب سے ثابت کرسکتے ہیں کہ محدثین جو کسی مذہب کی طرف منسوب تھے۔ وہ ابتدائی حالت میں اس مذہب کے مقلد یا پیرو تھے

انکے پہلے الزام کا جواب یہ ہے کہ مذہب اہلحدیث و مذہب حنفی میں نسبت تضاد نہیں۔ بلکہ عموم و خصوص من وجہ ہے۔ مضمون "کیا حنفی اہلحدیث نہیں ہوتے" ملاحظہ ہو اور اگر مطلق انتساب بجز حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم منبت تضاد ہے۔ تو چاہئے کہ سنی۔ یا سلفی یا اثری یا اشعری و ماتریدی وغیرہ کہلانا بھی اہلحدیث یا محمدی ہونے کے مخالف و متضاد ہو۔ بلکہ اس صورت عموم دعوے میں مکی مدنی و بخاری و زہری و جعفی کہلانا بھی اہل حدیث یا محمدی کہلانے کے مخالف ہو جسکا کوئی مسلمان سلف و خلف سے قائل نہیں اور غالبًا آپ بھی قائل نہوں گے۔

دوسرے الزام کا جواب۔ ۵

قد اصبحت ام الخیار تدعی ٭ علی ذنبا کلہ لم اصنع

اے حضرت میں نے یہ کہیں نہیں کہا۔ اور نہ میرے دل میں یہ بات ہے کہ ہر کسی کو کسی نہ کسی مذہب مجتہد کا پیرو ہونا اور حنفی یا شافعی کہلانا ضروری ہے۔ میرے جس لفظ سے آپنے اس ضرورت کو نکالا ہے اسکو پیش کریں۔ ورنہ اس الزام کو واپس لیں۔ مینے تو صرف دو باتیں امام بخاری کو شافعی کہنے کے متعلق کہی ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے اجتہاد ورائے کو امام شافعی رح کے رائے واجتہاد سے (کہیں کہیں) توافق ہو گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ ابتدائی حالت کی نظر سے انکو شافعی کہا گیا ہوگا۔ انمیں سے **پہلی بات** کو آپ نے خود تسلیم کیا ہے۔ اور شاہ ولی اللہ وغیرہ سے اسکو نقل کیا ہے۔ **دوسری بات** پر جو مجھسے یہ سوال کیا ہے۔ کہ یہ بات کس کتاب میں لکھی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جو امر واقعی ہو اور دن رات عام لوگوں کے مشاہدہ میں آتا ہو اسپر کتاب کی شہادت ضروری نہیں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو بچہ مکتب میں یا استانی جی سے قاعدہ بغدادی یا پہلا سیپارہ پڑہتا ہے یا نماز یا کلمہ شہادت سیکھتا ہے تو وہ اسوقت اسکا مقلد ہی ہوتا ہے۔ پھر جب وہ آپ جیسا عالم متبحر ہو جاتا ہے۔ تو اُس سے تقلید میانجی یا استانی کی چھوٹ جاتی ہے۔ یہی حال اُن ائمہ مجتہدین کا ہے جو محدّث ہونے کے بعد خود مجتہد ہو گئے تھے۔ اب بھی کتاب کی شہادت چاہیئے تو خاکسار کے مضمون ریویو میں امام شعرانی کا قول ملاحظہ ہو۔ جو شیخ عبد القادر جیلانی رح کے مقلد ہونیکے متعلق انہوں نے کہا ہے۔

انکے بعد ایک صاحب اُٹھے جو میرے قدیم زمانہ طالب العلمی کے دوست مُلّا صدّیق مرحوم پشاوری کے فرزند مولوی عبد الکریم ہیں اور اس وجہ سے میں اُن کو بلفظِ عزیز یاد کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ **عزیز** مذکور نے اخبار اہلحدیث کے کئی نمبروں میں میرے مضمون ریویو کے متعلق مضمون ”الانصاف فی حق الاحناف“ شائع کرنا شروع کیا ہے۔ جس میں صریح نہیں تو درپردہ میرے مضمون ریویو کا میرے ہی اقوال سنین گذشتہ سے معارضہ کیا ہے۔ اور بعض جگہہ بظاہر اسکی تائید بھی کی ہے۔

اُسی عزیز کا مضمون زیادہ تر مجھے اپنے حنفی ہونے سے مراد کے بیان پر باعث ہوا ہے اور کچھ مقصود اُس عزیز کے خیال کی اصلاح و نصیحت بھی ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ عزیز مجھے اپنے باپ کا اہل وُد سمجھکر میری نصیحت و صلاح کو توجہ سے پڑھیں گے۔ اور جو انہیں امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور ان کے متقدمین تابعین کی نسبت سوء ظنی پیدا ہو گئی ہے۔ اس سے رجوع کریں گے۔ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث بھی اس عزیز کے مضامین پر اہل حق و انصاف کی بوچھاڑ سے خوف زدہ ہو گیا ہے۔ اور اسکے ماٹو کی جگہہ یہ فقرات کہ "نامہ نگار اپنی تحریروں کے خود ذمہ وار ہیں۔ ایڈیٹر کسی کی تحریر کا ذمہ وار نہیں ہو سکتا" لکھ کر ان مضامین سے بظاہر* اپنی بیزاری ظاہر کر چکا ہے۔ مگر اس اظہار سے حق نصیحت اس سے ادا نہیں ہوا۔ یہ ہمارا ہی حق و حصّہ تھا۔ جو ہر دوست و عزیز حنفی کے ہر اپنے اہل و اولاد کی صلاح خیال و مقال سے عمل میں لایا جاتا ہے۔

اس مضمون کے پہلے نمبر میں جو اخبار اہلحدیث ۲۶ نومبر ۱۹۶ء میں شائع ہوا ہے اُس نے کہا ہے۔ کہ حنفی کہلانے والے پانچ گروہ ہیں۔ ایک عام جہلا فسق و فجور و کفر و شرک میں مبتلا۔ دوسرے وہ نام کے علماء جو جہلا کے اس کفر و بدعت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور تاویل و تسویل کے ساتھ قرآن و حدیث سے انکی کفر و بدعت پر شہادت پیدا کر دیتے ہیں۔ تیسرے آجکل کے تھوڑے سے علماء جو حدیث مخالف قول امام کو تسلیم تو کر لیتے ہیں مگر التزام مذہب امام کی وجہ سے اسپر عمل نہیں کرتے۔ چوتھے علماء متقدمین حنفیہ جو فقہ میں اشتغال کی وجہ سے علم حدیث سے بے بہرہ رہے ہیں۔ جس قدر محدثین گذر چکے ہیں وہ اَور ہی لوگ تھے حنفی ان میں ایک بھی نہ تھا حنفیوں میں ابن حجر جیسا کوئی نہیں ہوا۔ اور اگر کسی نے ان میں سے کچھ علم حدیث حاصل کیا تو اسنے بجائے خدمت دینی کے حنفی مذہب کی نصرت و حمایت کے لیے ایسے قواعد گھڑے جنسے حنفی مذہب کو فوقیت ہو۔ اور ضعیف حدیث کو بلکہ قیاس کو حدیث صحیح پر ترجیح ہو۔ پھر کہا کہ ان کے حالات کو خود آپنے (خاکسار کو کہتے ہیں)۔ رسالہ منح الباری

* مگر درحقیقت اور دل سے وہ ان مضامین سے خوش معلوم ہوتا ہے کیونکہ انکی رد میں اسنے کوئی ریمارک نہیں کیا۔

فی ترجیح صحیح البخاری کے صفحہ ۲۰ وغیرہ میں بیان کیا ہے۔ پھر اسکی تصدیق میں خاکسار کی اس عبارت صفحہ ۲۰ و صفحہ ۵۵ منح الباری کو نقل کر دیا جس میں متاخرین شیخ عبدالحق و شیخ ابن الہمام کی ہمیت احادیث صحیحین سے انکار کرنے پر اعتراض ہے۔ نہ متقدمین ائمہ حنفیہ کا کوئی ذکر یا اُن پر کسی قسم کا اعتراض ہے۔ پانچواں گروہ وہ علماء وقت جو حدیث مخالف مذہب امام کو صحیح پا کر فوراً عمل میں لاتے ہیں اور اسپر وہ قول امام کی کہ اتر کوا قولی بخبر الرسول کے پورے پابند ہیں۔ اس **تفصیل** سے اُس عزیز نے بظاہر تو تمام حنفیوں پر (جن میں ناکردہ گناہ متقدمین بھی داخل ہیں) لے دی کی ہے۔ اور درپردہ وہ خاکسار پر یہ **اعتراض** کیا ہے کہ منح الباری میں تو آپنے حنفیوں کو بُرا کہا ہے اور اب خود حنفی بن بیٹھے ہیں۔ اگر یہ تضاد نہیں (جیسا کا الزام آپکو مولوی ابونعیم نے دیا ہے) تو اور کیا ہے۔ و نیز حنفیوں کا یہ حال و تفصیل ہے تو پھر آپنے کیوں بلا تفصیل حنفی ہونے کا دعوےٰ کیا۔ **اسکا جواب** یہ ہے کہ میں خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے پہلے چار قسموں سے جن پر آں عزیز نے لے دے کی ہے حنفی نہیں ہوں۔ بلکہ قسم پنجم کا حنفی ہوں اور اسی قسم کو میں پورا اور سچا حنفی سمجھتا ہوں۔ نہ پہلے چار قسموں کو۔ پہلے تین قسموں کو تو کوئی محقق حنفی بھی حنفی نہ کہے گا۔ رہا قسم چہارم سو اگرچہ متاخرین میں بعض حنفی ایسے ہیں جو بپاس تقلید مذہب صحیح حدیث کے خلاف کر گئے ہیں اور قول امام اتر کوا قولی بخبر الرسول کے پورے پابند نہیں رہے۔ مگر نہ سبھی متاخرین ایسے ہیں۔ اور نہ متقدمین ائمہ ایسے تھے۔ آں عزیز نے جو متقدمین حنفیہ کو قسم چہارم میں داخل کیا ہے۔ اسمیں محض رجم بالغیب اور جزاف سے کام لیا ہے۔ اور جو آپنے اس دعوے فاسد اور گمان کاسد پر مجھے اپنا گواہ بنایا ہے اسمیں بہت ہی دلیری سے کام لیا اور غضب ڈھایا ہے۔ عبارت منح الباری میں بجز شیخ عبدالحق و شیخ ابن الہمام جو متاخرین سے ہیں متقدمین حنفیہ کا کہیں ذکر و نام و نشان نہیں ہے۔ **متقدمین** بہت سے حنفی ایسے گذرے ہیں جو حدیث کے حفاظ و امام بھی تھے جیسے کہ فقہ کے امام تھے۔ اور انہوں نے ایسے قواعد کوئی نہیں گھڑے جنسے حدیث ضعیف کو یا قیا

کو حدیث صحیح پر ترجیح ہو۔ بلکہ اونہوں نے حدیث صحیح کے معارضہ اقوال امام کو ترک کر کے حدیث کو دستور العمل اور واجب القبول ٹھہرایا ہے۔ اسی وجہ سے مذہب امام کے دو ثلث میں اختلاف واقعہ ہو گیا ہے۔

اس مقام میں تمہارے دعویٰ کی کلیت وعموم توڑنے کے واسطے صرف ایک مثال پیش کرنا کافی ہے۔

امام **ابو جعفر طحاوی** فقہ حنفی کے امام بھی تھے ومعہذا احادیث کے امام و حافظ تھے۔ اور باوجودیکہ نصرت مذہب حنفی میں وہ صرف توافق رائے سے نہ بتقلید امام بہت کوشش کر گئے ہیں۔ مگر جہاں انسے کچھ نہو سکا تو وہاں اونہوں نے صاف کہہ دیا ہے کہ اس باب میں امام ابو حنیفہ رح کا قول باطل ہے یعنی غیر صحیح ہے۔ اس باب میں ہم آن عزیز کے مسلم کتب کی عبارت اور مسلم پیشواؤں کے اقوال پیش کرتے ہیں۔

شاہ عبد العزیز صاحب نے کتاب **بستان المحدثین** کے صفحہ ۹ میں شرح معانی الآثار طحاوی کے بیان میں فرمایا ہے۔ در اول آن کتاب مے گوید۔ قال الامام الحافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة الطحاوی سألنی بعض اصحابنا من اهل العلم ان اضع لهم کتابًا اذکر فیه الآثار المرویة عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی الاحکام التی یتوهم اهل الالحاد والضعفة من اهل الاسلام ان بعضها ینقض بعضًا لقلة علمهم بناسخها من منسوخها وما یجب العلم منها لما یشهد له من الکتاب الناطق والسنة المجتمع علیها واجعل ذلك ابوابًا اذکر فی کل باب منها الناسخ من المنسوخ وتاویل العلماء واحتجاج بعضهم علی بعض واقامة الحجة لمن یصح عنده من قوله منهم بما یصح به مثله فی کتاب او سنة او اجماع او تواتر من اقاویل الصحابة او تابعیهم۔ اسکے بعد **شاہ صاحب** انکے علم ومذہب کا حال بیان کرتے ہوئے صفحہ ۹۶ و ۹۷ میں فرماتے ہیں "بہرحال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی وارد وبزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ آز تصانیف او وسعت علم او معلوم میشود" "باید دانست کہ مختصر طحاوی دلالت میکند برآنکہ وے مجتہد منتسب بود محض مقلد مذہب حنفی نبود زیراکہ در مختصر چیزہا اختیار کردہ کہ مخالف مذہب ابو حنیفہ است رحمہ اللہ تعالیٰ ولہذا آن مختصر در فقہاء این مذہب کہ محض مقلد اند چندان شیوع پیدا نکردہ"

یہی بیان صفحہ ۹۶ و ۹۷ بستان کا نواب صاحب بھوپال کی کتاب اتحاف النبلا المتقین باحیاء مآثر الفقہاء المحدثین کے صفحہ ۱۹۲ میں ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اسمیں یہ بھی کہا ہے "در دراسات اللبیب گفتہ الطحاوی مع تصدیہ لمذھب ابی حنیفۃ وتخریجہ تمسکہ من المرفوع والموقوف اذا خالف قولہ الحدیث یصح ویقول فبطل قول ابی حنیفۃ ومن یری قولاً من اقوال احد کائناً من کان باطلاً یری العمل بہ حراماً"۔ انتہی۔

اور اصل کتب دراسات اللبیب کے صفحہ ۲۷۹ میں کہا ہے "علی ان النصف البطل القائل بصریح الحق وطریقہ اذا رای تمام الحجۃ علی امام فی شیٔ ینفک عنہ عقدۃ تقلیدہ لہ ولیس تمام الحجۃ علیہ من الطعن فی شیٔ وھذا ابوجعفر الطحاوی مع مبالغۃ المفرطۃ فی نصرت المذھب اذا تمت الحجۃ علی ابی حنیفۃ تراہ فی آثار المعالی کیف یاتی بکلام حدید حتی یقول فی بعض المواضع فما قال ابو حنیفۃ باطل وامثال ذلک لا یرتضیہ کل مقلد متعصب"

عزیز من کیا ان نقول وعبارات اپنے مقبولین علماء کو دیکھ کر بھی کہو گے کہ جملہ متقدمین حنفیہ حدیث سے بے بہرہ رہے۔ اور جو انہیں سے کچھ جانتے وہ نصرت مذہب کے لیئے ایسے قواعد گھڑتے جیسے مذہب کو اور حدیث ضعیف وقیاس کو حدیث صحیح پر ترجیح ہو۔ اور پھر بھی مجھے اپنے گمان فاسد وخیال کاسد کا گواہ بناؤ گے مناسب ہے کہ اس بدگمانی اور بدگوئی سے (جو شعبہ رفض ہے) توبہ کرو اور اس سے رجوع کا اشتہار اس اخبار نام کے اہلحدیث میں دو اور اس کہن سال عرصہ چالیس برس کے نتائج تقلید وعمل بالحدیث کے تجربہ کار کی نصیحت کو مان لو اگر کچھ سعادت کا مادہ رکھتے ہو ؎

نصیحت گوش کن جاناکہ از جاں دوست میدارند
جوانانِ سعادت مند پندِ پیرِ دانا را۔

ہمارے اس جواب اور دعوٰی پر کہ میں قسم پنجم کا حنفی ہوں نہ پہلے چار قسموں سے کسی قسم کا۔ آفتاب جیسے روشن دلیل جس میں کسی منصف مزاج حنفی یا اہلحدیث کو بشرطیکہ وہ چشم بینا اور سلیم فہم عطا کیا گیا ہو۔ شک ونزاع نہو یہ ہے کہ زمانہ طلب علم

حدیث سے اسوقت تک جسکو چالیس سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے ہمارا شیا ن روزی عمل باحادیث صحاح (جو موجودہ و عام مروجہ طریقہ حنفیہ کے مخالف ہیں جیسے احادیث رفع یدین بوقت انتقالات وجہر بآمین اور قرأۃ فاتحہ خلف الامام و امثال ذالک) کے مطابق پایا جاتا ہے اور ہمارا تیس سالہ رسالہ اشاعۃ السنۃ (جس میں آٹھ سال زمانہ فترت بھی شامل ہیں) اور دیگر تصانیف و تالیفات معیار الحق منح الباری وغیرہ وغیرہ (جنکا حامی عمل بالحدیث اور قامع تقلید مذموم (جو صرف دو ہی قسم ہے (۱) تقلید بمعارضہ ومقابلہ نص (۲) تقلید مذہب معین بخیال وجوب) ہونا آپنے اور ہر ایک اہلحدیث واقف حال نے مانا ہوا ہے۔ نیز اسکی تصدیق کر رہے ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ اس امر کی تصدیق ہمارے اس قول میں (جسنے آپ لوگوں کو متوحش کر دیا ہے) بھی موجود ہے۔ جہاں لفظ حنفی سے پہلے لفظ اہلحدیث (جو اسی قسم کی حنفیت کی طرف مشعر ہے) شامل کیا گیا ہے۔ مگر افسوس صد افسوس آپ لوگوں نے اس لفظ کو غور سے نہیں پڑھا اور نہ دیکھا ہے۔ اور میرے دعوٰی حنفیت وانتساب بمذہب امام والامقام کو اہلحدیث ہونے سے متضاد سمجھ لیا۔ سچ کہا گیا ہے ؎

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ۔ صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد

اس آفتابی دلیل کو سنکر بھی شاید فریقین کے غالی اور ضدی لوگ خاکسار پر اعتراض کریں غالی حنفی یہ کہیں کہ تم حنفی کیسے ہو سکتے ہو۔ جس حال میں تم نماز میں رفع یدین وغیرہ ایسے افعال کرتے ہو۔ جن کو ہمارے مذہب میں ناجائز بلکہ مفسد نماز کہا گیا ہے۔ اور غالی اہلحدیث یہ کہیں کہ جس حال میں تمہارا عمل براہ راست و بلا واسطہ صحاح احادیث پر ہے تو پھر تمہارا حنفی کہلانا کیا وجہ اور کیا معنے رکھتا ہے۔ اور اس سے فائدہ ہی کیا ہے۔

بنا۔ معیار الحق کا مولف یہ خاکسار ہے اور اسکے مضامین کے شواہد و عبارات حضرت شیخنا و شیخ الکل سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی کے افاضات سے ہیں۔ خاکسار کے مسودہ کو کچھ عبارات کے اضافہ و افاضہ سے خاکسار کی درخواست سے حضرت ممدوح نے اپنے نام نامی و ذات گرامی کی طرف منسوب فرما کر اس کو قبولیت کی عزت بخشی۔

ان غالیوں کا جواب بھی اس مقام میں دیا جاتا ہے۔ گو ان سے تو پوری امید نہیں کہ وہ اس کو تسلیم کریں۔ مگر اور لوگ تو اس جواب کو سنکر انکے وہو کہ سے بچ جائیں گے اور بعید نہیں کہ انہیں سے بھی کوئی سننے والا پیدا ہو۔ کما قیل

فقل ما یفیض الوقت من غیر سامع ۔ ففی الدھر من یرجی لہ الفوز طافرا۔

فریق اول (غالی حنفیوں) کا جواب یہ ہے:۔ آپ جیسے غالیوں سے ہم سرٹی فائی کرنا نہیں چاہتے یعنی سرٹفیکٹ حنفی ہونے کا نہیں مانگتے۔ منصف حنفی ہمارے ساتھ متفق چلے آئے ہیں اور وہ ہمکو اپنے جیسا حنفی سمجھتے ہیں۔ وہ ہمارے ان ہی اقوال کے ساتھ ہمارے ساتھ نماز میں اقتدا کرتے ہیں اور ہم ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں۔ اسباب میں ہم ایک منصف مزاج حنفی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کا جن کی حنفیت ہندوستان بھر میں تسلیم کی گئی ہے۔ قول پیش کرتے ہیں:۔ آپ اپنے رسالہ فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ صفحہ ۴۸ میں بذیل ترجمہ امام عصام بن یوسف فرماتے ہیں۔

ذکر السمعانی عند ذکر نسبۃ البلخی المشہور بہذہ النسبۃ عصام بن یوسف بن میمون بن قدامۃ البلخی اخو ابراہیم بن یوسف یروی عن ابن المبارک وروی عنہ اہل بلدہ وکان صاحب حدیث ثبتا فی الروایۃ وربما اخطاء وکنیۃ ابو عصمۃ وکان یرفع یدیہ عند الرکوع وعند رفع الراس منہ و اخوہ ابراہیم کان لا یرفع ومات عصام سنہ ۲۱۰ ہجری عشر ومائتین وذکرھما ابو حاتم بن حبان فی کتاب الثقات انتہی۔ وفی طبقات القاری عصام بن یوسف روی عن ابن المبارک والثوری

سمعانی نے بلخی کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس نسبت سے مشہور عصام بن یوسف ہیں جو ابن المبارک سے حدیث کی روایت کرتے ہیں اور ان سے انکے شہر (بلخ) والے حدیث کی روایت کرتے ہیں وہ حدیث میں ثابت قدم تھے کبھی خطا بھی کرتے رکوع کرنے اور اس سے سر اُٹھانے کے وقت وہ رفع یدین کیا کرتے اُنکے بھائی ابراہیم نکرتے۔ عصام ۲۱۰ھ ہجری میں فوت ہوئے ہیں۔ اور ان دونوں بھائیوں کو ابو حاتم ابن حبان نے ثقہ لوگوں کی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ طبقات قاری میں ہے عصام بن

وشعبه وكان صاحب حديث
يرفع يديه عند الركوع وعند رفع
الراس منه انتهى قلت يعلم منه
بطلان رواية مكحول عن ابي حنيفه
ان من رفع يديه في الصلوة فسدت
صلاته التي اغتر امير كاتب الاتقاني
بها كما مر في ترجمته فان عصام بن يوسف
كان من ملازمي ابي يوسف وكان
يرفع فلو كان لتلك الرواية اصل
لعلم بها ابو يوسف وعصام وسياتي
التفصيل في بطلان تلك الرواية
في ترجمة مكحول ان شاء الله تعالى و
يعلم ايضا ان الحنفي لو ترك في مسئلة
مذهب امامه لقوة دليل خلافه
لا يخرج به عن ربقة التقليد بل
هو عين التقليد في صورت ترك
التقليد الا ترى الى ان عصام بن
يوسف ترك مذهب ابي حنيفة في
عدم الرفع ومع ذلك هو معدود في
الحنفية ويؤيده ما حكاه اصحاب
الفتاوى المعتمدة من اصحابنا من تقليد
ابي يوسف يوما الشافعي في طهارة
القلتين والى الله المشتكى من جهلة
زماننا حيث يطعنون على من ترك
تقليد امامه في مسئلة واحدة لقوة

یوسف نے ابن المبارک اور سفیان ثوری
اور شعبہ سے حدیث کی روایت کی ہے یہ
اہل حدیث تھے رکوع اور اس سے اٹھنے
کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ میں (عبد الحی)
کہتا ہوں ان کے اس فعل سے معلوم ہوتا
ہے کہ جو مکحول نے امام ابوحنیفہ رح سے نقل
کیا ہے کہ جو نماز میں رفع یدین کرے اسکی
نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اس روایت
سے امیر کاتب اتقانی نے دہوکہ کھایا ہے
چنانچہ انکے ترجمہ میں اسکا بیان گذرا ہی
یہ روایت باطل ہے اسکے باطل ہونے
پر یہ دلیل ہے کہ عصام بن یوسف امام
ابو یوسف کے ہمیشہ ساتھ رہتے تھے
اور اگر اس روایت مکحول کی کچھ اصل
ہوتی تو امام ابو یوسف اور عصام بن
یوسف کو اسکا علم ضروری ہوتا اسکی
تفصیل مکحول کے ترجمہ میں بہی ہوگی
امام عصام کے اس عمل رفع یدین سے
معلوم ہوتا ہے کہ اگر حنفی کسی مسئلہ میں
اپنے امام کا مذہب اسکے خلاف کی
دلیل کو قوی سمجھکر ترک کردے تو وہ
اسکی تقلید سے خارج نہیں ہوتا بلکہ
اس صورت ترک تقلید میں بعینہ اسکی
تقلید پائی جاتی ہے۔ تو نہیں دیکھتا
کہ امام عصام نے امام ابوحنیفہ کے مذہب

دلیلھا ویخرجونہ عن مقلدیہ ولا عجب فانہم من العوام انما العجب ممن تیشبہ بالعلماء ویمشی مشیہم کالانعام (الفوائد البہیہ صفحہ ۴۸)

رفع یدین نکرنے کو ترک کر دیا و معہذا وہ حنفیوں میں شمار کیے جاتے ہیں یکا مؤید ہے جو معتبر فتاوے میں منقول ہے۔ کہ امام ابو یوسف نے ایک روز ایک حمام میں غسل کیا تو اسکے بعد معلوم ہوا کہ جس کنوئیں کا پانی اس حمام میں ڈالا گیا تھا اسمیں سے مرا ہوا چوہا نکلا ہے تو اپنے فرمایا کہ ہمنے اس مسئلہ میں امام شافعی کے اس قول پر کہ جب پانی دو قلے (پکھیال) کے قدر ہو تو وہ تھوڑی پلیدی سے نجس نہیں ہوتا عمل کر لیا۔ ہماری شکایت اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنے زمانہ کے ان جاہلوں کی طرف سے ہے جو ایک مسئلہ میں بھی اسکی دلیل کی قوت کی وجہ سے تقلید مذہب امام چھوڑنے والے پر طعن کرتے ہیں اور اسکو مقلد امام ہونے سے نکال دیتے ہیں۔ ان جاہلوں سے یہ امر محل تعجب نہیں کیونکہ وہ عامی ہوتے ہیں تعجب تو ان لوگوں سے ہے جو علماء جیسے بن بیٹھے ہیں اور چال چلتے ہیں ان جاہلوں کی جو چوپایوں جیسے ہیں۔

پھر صفحہ ۹ کتاب مذکور میں اس روایت مکحول نسفی کا بہت بسط سے ابطال کیا ہے۔ اور فقہار حنفیہ کے نقل و شہادت سے ثابت ہے کہ رفعیدین مفسد نماز نہیں ہے

۱۳۰۵ہجری مطابق ۱۸۸۸ء میں دہلی و لاہور وغیرہ بلاد ہندوستان و پنجاب کے عمائد احناف و اہلحدیث کے اتفاق سے ینگ صاحب کمشنر دہلی کی عدالت میں یہ قرار پایا تہا کہ اہلحدیث و احناف باوجود فروعی اختلاف کے ایک دوسرے کا نماز میں اقتدا کرے اور باہم شیر و شکر ہو کر ارکان مذہب ادا کریں۔ اس مصالحت کا مضمون اشاعۃ السنہ جلد ۵ کے نمبر ۳ وغیرہ میں شائع ہوا ہے۔ اس تحریر مصالحت پر جن عمائد احناف دہلی کے دستخط ثبت ہوئے تھے انمیں جو ابتک زندہ ہیں۔ دو صاحب لائق ذکر ہیں۔ ایک مولوی عبدالحق صاحب دہلوی مصنف تفسیر حقانی دوسرے مولوی مفتی عبداللہ صاحب ٹونکی عربک پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور اور ہو کے علماء میں سے۔ تیسرے مولوی عبدالحکیم صاحب کلانوری پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ۔ ان علماء کے اتفاق سے یہ امر مسلم ہوا تھا کہ رفع یدین نماز میں مفسد

نماز نہیں ہے۔

دوسرے (غالی اہلحدیث) کا جواب۔ باوجودیکہ ہمارا عمل اکثر مسائل میں بلاواسطہ احادیث صحاح پر ہے۔ پھر ہمارا حنفی کہلانا بے وجہ و بلا فائدہ نہیں ہے۔ اور نہ اسمیں کوئی تصنع ہے۔ ہمارے حنفی کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ ابتداء شعور اور زمانہ طلب علم سے جبکہ ہم حدیث سے آشنا نہ تھے فقہ مذہب حنفی پر ہمارا عمل رہا۔ اسی مذہب کی کتب اصول ہمنے پڑھیں اور اسی کی کتب فقہ فروع ہمارے دیکھنے میں آئے۔ کسی اور مذہب کی نہ کوئی کتاب دیکھی اور نہ اُسکا کوئی مسئلہ سیکھا۔ اسوقت تک خاکسار کا یہی خیال تھا کہ مذاہب اربعہ سے ایک ہی مذہب کا مقلد ہو رہنا فرض و واجب ہے۔ اور اسکا ترک و خلاف گناہ ہے۔ پھر جب یہ خاکسار پنجاب کی مروجہ کتب کی تحصیل سے فارغ ہو کر دہلی پہنچا اور شیخ عبیداللہ مرحوم کی ترغیب سے حضرت شیخنا وشیخ الکل دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حدیث شروع کیا تو حضرت شیخ نے ایک روز مجھے طحطاوی حاشیہ درمختار کا وہ مقام دکھایا جسمیں امام ابو یوسف کا عمل و قول درباب عمل بمذہب امام شافعی رح جو اوپر منقول ہوا ہے اور اسی قسم کا قاضی ابو عاصم عامری حنفی کا یہ فعل کہ انہوں نے قفال شافعی کی پاس خاطر سے نماز میں رفع یدین وغیرہ شافعی مذہب کے ارکان کو ادا کیا اور قفال شافعی کا یہ فعل کہ انہوں نے قاضی ابو عاصم عامری حنفی کی پاس خاطر سے اذان و اقامت حنفی مذہب کے مطابق عمل کیا (اذان بلا ترجیع اور اقامت دو دو کلمہ کہلوائی) اوس روز سے خاکسار کا وہ خیال کہ ایک ہی مذہب کا مقلد ہو رہنا فرض و واجب ہے۔ بدل گیا۔ اور خاکسار نے دوسرے مذاہب حقہ پر عمل کر لینا جائز سمجھا اور حدیث صحیح پر عمل کرنے کو تو عین سعادت اور ایمان کی امارت سمجھ لیا جسپر امام صاحب کے متعدد اقوال بڑی تاکید سے رغبت دلاتے ہیں۔ ازانجملہ بعض اقوال حاشیہ میں منقول ہیں۔ تاہم امام

*ھو سئل عن ابی حنیفۃ اذا قلت قولا وکتاب اللہ یخالفہ قال ترکوا قولی بکتاب اللہ فقیل اذا کان خبر الرسول یخالفہ قال اترکوا قولی بخبر الرسول

امام زندویسی حنفی کتاب روضۃ العلماء میں بروایت صاحب ہدایہ امام ابو حنیفہ رح سے نقل کرتے ہیں کہ امام صاحب سے کسی نے پوچھا کہ اگر آپ ایک بات کہیں اور قرآن اُسکے مخالف ہو تو آپکے

ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی عظمت وجلالت میرے دل سے نہ اٹھی۔ بلکہ اور بھی زیادہ ہوگئی۔ ولہذا جس مسئلہ میں حدیث صحیح مجھے نہیں ملتی اس مسئلہ میں میں اقوال مذہب امام سے کسی قول پر صرف اس حسن ظنی سے کہ اس مسئلہ کی دلیل انکو پہنچی ہوگی تقلید کرلیتا ہوں ایسا ہی ہمارے شیخ وشیخ الکل کا مدت العمری عمل رہا۔ اور اسی پر ایک عالم کا عمل ہے۔ اس بیان سے فائدہ اس تقلید کا بھی ظاہر ہوا۔

آور ایک فائدہ اس وقت خاص میں یہ ہے کہ آجکل کے بعض اہلحدیث کہلانے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

فقیل اذا کان قول الصحابۃ یخالفہ قال اترکوا قولی بقول الصحابۃ (عقد الجید) قال عبد اللہ بن المبارک سمعت ابا حنیفۃ یقول اذا جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الراس والعین واذا جاء عن اصحاب النبی صلعم نختار قولھم واذا جاء عن التابعین زاحمناھم (تفسیر مظہری)۔ روی الشیخ محی الدین فی الفتوحات بسندہ الی الامام ابی حنیفۃ انہ کان یقول ایاکم والقول فی دین اللہ بالرای وعلیکم باتباع السنۃ فمن خرج عنھا ضل۔ وکان اذا افتی یقول ھذا رای ابی حنیفۃ وھو احسن ما قدرنا علیہ فمن جاء باحسن منہ فھو اولی بالصواب دخل علیہ مرۃ رجل من اھل الکوفۃ والحدیث یقرء عندہ فقال الرجل دعونا من ھذہ الاحادیث فزجرہ الامام اشد الزجر وقال لولا السنۃ ما فھم احد منا القرآن (میزان امام شعرانی)

فرمایا میرا قول قرآن کے مقابلہ میں چھوڑ دو پھر کہا گیا کہ اگر حدیث رسول صلی اللہ علیہ سلم اسکے مخالف ہو تو آپنے فرمایا میرا قول حدیث کے مقابلہ میں بھی چھوڑ دو۔ پھر کہا گیا کہ قول اصحاب اسکے مخالف ہو تو آپنے فرمایا میرا قول صحابہ رض کے مقابلہ میں بھی چھوڑ دو۔ ایسا ہی عقد الجید میں ہے۔ اور امام بیہقی کتاب مدخل میں عبد اللہ بن المبارک سے نقل کرتے ہیں کہ مینے انکو یہ کہتے سُنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث مروی ہو وہ میرے سر آنکھوں پر ہے۔ اور جو اصحاب نبوی سے مروی ہو وہ بھی ہم اختیار کرینگے اور جو تابعین سے مروی ہوا سکا ہم مقابلہ کرینگے (تفسیر مظہری) اور شیخ محی الدین نے فتوحات مکیہ میں اپنی سند سے امام صاحب سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے کہ دین میں اپنی رائے سے بچو اور سنت کی پیروی کو لازم کرلو جو سنت سے باہر ہوا وہ بہک گیا۔ اور جب آپ کوئی فتوے دیتے

والوں میں نیچریت۔ مرزائیت۔ چکڑالویت و معتزلیت و رافضیت پھیلتی جاتی ہے اہلحدیث کے ساتھ لفظ حنفی ملانے سے یہ ظاہر ہو جائے گا کہ اس لقب کا مصداق سنی۔ اہلحدیث ہے۔ نہ معتزلی اور نہ مرزائی اور نہ نیچری اور نہ رافضی وغیرہ۔

پھر اس عزیز نے اپنے مضمون کے دوسرے نمبر میں جو ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۹ء کے اخبار اہلحدیث میں شائع ہوا ہے۔ ایڈیٹر اہل الذکر کی نیک نیتی اور مسلمانوں کے حق میں اس کی خیرخواہی کی تعریف کر کے اسکے ان دعاوی فاسدہ کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ مجتہد نہ تھے اور وہ عربیّت میں ناقص تھے وغیرہ وغیرہ کلمات کاذبہ کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا کے مصداق کی تائید میں قلم اٹھایا ہے۔ اور اسکے ثبوت میں نواب صاحب بھوپال اور مولوی حمید اللہ صاحب ساکن براوہ ضلع میرٹھ اور خاکسار کے بعض اقوال و عبارات سے تمسک کیا ہے۔ اور وہ عبارات و اقوال کا جواب دینا تو ہمارے ذمہ نہیں۔ یہ جواب ایڈیٹر سراج الاخبار یا اور کوئی حامی امام والاتبار دینگے ہم اپنے اقوال و عبارات کا محل و مطلب بیان کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہماری عبارت سے اس عزیز نے مطلب نکالا ہے اسمیں لوگوں کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔ یا کم از کم خود دھوکہ کھایا ہے۔ ہماری عبارات و اقوال اس کے دعاوی فاسدہ کے لیے مفید اور مؤید نہیں ہوسکتے۔ ہماری تیس سالہ تحریرات و تالیفات میں ہمارا کوئی قول یا کوئی عبارت ایسی نکلے گی جس سے امام والامقام کے اجتہاد یا شرائط اجتہاد علم حدیث وغیرہ کی نفی پائی جاتی ہو۔ عزیز مذکور نے نافہمی و بے علمی سے ہمارے اقوال و عبارات کو اپنے خیال فاسد کا مؤید بنایا ہے۔ یا دیدہ و دانستہ ہمپر افترا کیا ہے۔ ایک جگہ اس اخبار کے صفحہ ۹ میں کہا ہے کہ ایڈیٹر اہل الذکر نے جو لکھا ہے رافضیوں کی کتابوں سے نہیں لکھا۔ بلکہ اہلسنت کی کتب سے بلکہ خود مولوی صاحب موصوف سے (خاکسار کو

بقیہ صفحہ ۳۰۸ کا نوٹ

تو یہ کہتے کہ یہ وہ ہے جو قرآن و حدیث سے ہمنے سمجھا ہے۔ جو اس سے بہتر لاوے وہ زیادہ درست ہے اور قبول کے لائق ہے۔ ایک روز آپ کے پاس حدیث پڑھی جاتی تھی تو کوفہ کا ایک آدمی ایا اور بولا کہ حدیثوں چھوڑو۔ اسکو امام صاحب نے بہت ڈانٹا اور فرمایا کہ حدیث نہ ہوتی تو ہم قرآن کو نہ سمجھتے۔ ایسا ہی میزان شعرانی میں ہے۔

کہتے ہیں) اور جن کو مولوی صاحب نے ضمیمہ سفیر ہند ۲۳ مارچ ۱۹۰۶ء میں
مجدّد العلم فی ھذا الاوان مولانا محمد صدّیق حسن خان نے فرمایا ہے۔ اُن سے لکھا
ہے۔ پھر اسکے ثبوت میں کتاب حدیث الغاشیہ سنہ سے اسکو ازراہ دروغ گوئی
نواب صاحب نے تصنیف کہکر نقل کیا ہے۔ کہ جو شرائط واسطے اجتہاد کے حنفیہ نے ذکر
کیے ہیں ہم خیال کرتے ہیں تو وہ ان کے امام میں ہرگز موجود نہیں
پھر اسی اخبار کے صفحہ ۷ میں کہا ہے خود مولوی ابوسعید صاحب نے ضمیمہ سفیر
ہند ۱۶ مارچ کے صفحہ ۴۲ میں ارقام فرمایا ہے۔ میرے خیال میں تو صحاح ستہ
وغیرہ کی اکثر حدیثیں انپر مخفی رہیں۔ اسلیئے اُن سے بہت احادیث کا خلاف
سرزد ہوا ہے۔ اور اُسی کے صفحہ ۴۳ میں لکھا ہے حدیث کے دفتر میں اُن کا
نام نہیں۔ صحاح ستہ کو اوّل سے آخر تک دیکھو گے تو انکی روایت کا نام نہ پاؤگے
اور مولوی صاحب موصوف نے امام عبدالوہاب شعرانی اور شاہ ولی اللہ دہلوی
اور مولوی عبدالحی مرحوم لکھنوی وغیرہ سے قلت حدیث کی نقل فرمائی ہے۔
اور اُسی ضمیمہ کے صفحہ ۴۷ میں ابن خلدون سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کی
روایتیں حدیث کی ستّرہ ہوئی ہیں"

میرے ان اقوال کو نقل کرنے سے عن یہ مذکور نے اپنے خیال میں تو بڑی
بہادری کا کام کیا ہے۔ اور وہ دور کی کوڑی لایا ہے۔ مگر درحقیقت اس سے اسکی
نافہمی یا دروغ گوئی ثابت ہوتی ہے۔ وگر نہ ہیچ (۱) امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا دفتر
حدیث میں (جس سے کتب صحاح ستہ مراد ہیں نہ کوئی اصطلاحی دفتر جس میں اسامی
وار رجسٹر ہوتے ہیں) (۲) یا کتب صحاح ستہ میں کسی حدیث کی روایت کا ان سے
پایا نہ جانا۔ یا (۳) اُن کتب کی بہت احادیث کا ان سے خلاف ہونا۔ یا (۴) دوسرے
ائمہ کی نسبت حدیث میں انکا کم ہونا ان چاروں امور سے کسی ایک سے بھی
یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جس قدر حدیث کا علم اجتہاد کے واسطے شرط ہے وہ ان
میں پایا نہ جاتا تھا۔

یہ دفتر حدیث دو دواوین سنت جن میں انکا نام نہیں دو سو برس کے بعد ہوئے
ہیں۔ اور مجتہدین اسلام پہلی صدی سے چلے آئے ہیں۔ پھر کیا کوئی مسلمان اہل

علم صاحب ہوش وحواس سلیمہ یہ تجویز کرسکتا ہے کہ جس مجتہد کا نام اس دفتر زمانہ متاخرین میں ہو وہ مجتہد نہ تھا۔ اور اس بات کو منصف حنفی بھی مانتے ہیں چنانچہ اسی ضمیمہ شعیر ہند ۱۶ مارچ ۱۹۰۲ء میں امام شعرانی اور مولوی عبدالحی لکھنوی سے نقل کیا گیا ہے کہ چاروں اماموں میں سے پہلے امام۔ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی توجہ تفقہ واجتہاد وافتا کی طرف زیادہ تھی۔ اور نقل وروایت حدیث کی طرف کم جیسا کہ ان میں سے آخری امام احمد بن حنبل کی توجہ روایت حدیث کی طرف زیادہ رہی ہے اور تفقہ واجتہاد وافتا کی طرف کم (جس کی وجہ حضرت شاہ ولی اللہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۵۲ وغیرہ میں اصحاب الرائے واہل الحدیث کی فرق کی باب میں بیان ہوئی ہے اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ جن اماموں نے اجتہاد کرنا اور اپنے رائے سے فتوے دینے سے خوف کیا انکا شغل زیادہ تر روایت حدیث ہی رہا (صفحہ ۱۵۲) اور جن اماموں نے روایت حدیث میں آنحضرت پر کمی وبیشی ہو جانیکا خوف کیا انکا شغل زیادہ تر اجتہاد وتفقہ وافتا سے رہا) مگر یہ کمی حقیقی نہ تھی بلکہ اضافی تھی جو ایک امام میں دوسرے کی نسبت پائی جاتی تھی اور یہ کمی حدیث کی اس حد تک نہ پہنچی تھی کہ جسقدر حدیث دانی اجتہاد کے واسطے ضروری ہے وہ بھی انمیں پائی نہ جاتی تھی اور انپر لفظ محدث کو صادق آنیسے مانع تھی اور کمی تفقہ واجتہاد اس حد تک نہ پہنچی ہوئی تھی جو انپر لفظ مجتہد کے اطلاق سے مانع ہوتی۔ انکی اس کمی حدیث یا اجتہاد وتفقہ کو اس حد تک سمجھ لینا محض حماقت اور پرلے درجہ کی جہالت وسفاہت ہے اور ائمہ فقہ وحدیث مسلمہ مسلمانان روئے زمین کے حق میں ایسی بدگمانی کسی اہل علم ودین وفہم انصاف کا کام نہیں ہے اور اگر اس وجہ کی کمی حدیث امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ میں ابن خلدون کے اس قول سے کہ امام ابو حنیفہ سے سترہ روایات حدیث صحت کو پہنچی ہیں نکالی گئی ہے اور اسکے معنے یہ سمجھے گئے ہیں کہ انکو صرف سترہ حدیثیں پہنچی تھیں تو یہ اور بھی حماقت اور جہالت ہے اس قول کے معنے تو یہ ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے جو روایات حدیث لوگوں کو بسند صحیح پہنچی اور ان سے مروی ہوئی ہیں انکی تعداد سترہ تک پہنچی ہے۔ اور یہ مراد نہیں کہ انکو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں اگر اس قول سے انکی مراد یہ ہوتی تو بجائے لفظ صح عنہ کے صح عندہ کا لفظ بولا جاتا۔

جو شخص امام اعظم کی مسند کو جسکو خوارزمی نے جمع کیا ہے دیکھیگا وہ اس مضمون کو یقیناً

غلط سمجھے گا. کیا مسانید امام اعظم میں صرف سترہ حدیثیں ہیں۔
جھوٹ کہنے میں کچھ تو شرم چاہیے۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ جو ہماری عبارت
ضمیمہ سفیر ہند سے یہ مدعا نکالا گیا ہے کہ ہمارے نزدیک امام ابوحنیفہ کو علم حدیث نہ تھا
اور نہیں ایسی کمی تھی کہ انکا مبلغ علم حدیث میں صرف سترہ حدیثیں تھیں۔ یہ محض غلط فہمی و
نا راستی ہے اور اگر ہمارے نزدیک امام ابوحنیفہ میں علم حدیث کا کافی ہونا اور اسوجہ سے
شروط اجتہاد کا نہیں پایا جانا اس سے نکالا گیا ہے کہ نواب صاحب بھوپال کو ہمنے مجدد العلم
کہاہے اور انہوں نے کتاب حدیث الغاشیہ میں امام صاحب میں شروط و اجتہاد کا پائے نہ جانیکا
خیال ظاہر کیاہے تو یہ اور ہی حماقت و جہالت اور محض دروغ گوئی ہے اسمیں دروغگوئی تو
یہ ہے کہ کتاب حدیث الغاشیہ کو جو سید عبدالحی بن سید عبدالرزاق کی تصنیف (چنانچہ کتاب
کے خاتمۃ الطبع میں بصفحہ ۲۰۱ درج ہے) نواب صاحب کی تصنیف قرار دیاہے۔ اور اگر یہ ادعا ہو کہ
درحقیقت یہ کتاب نواب صاحب کی تصنیف ہے اور نواب صاحب نے جھوٹ بولاہے اور اپنی اس
تصنیف کو ایسی بیہودہ بکواس کے سبب جو اسمیں امام صاحب کے حق میں کی گئی ہے۔ نشانہ طعن
ہونے کے خوف سے اپنے داماد عبدالحی کی طرف منسوب کر دیا تھا تو پھر تمہاری اس ٹھڑی
منطق کا جواب یہ ہے کہ خاکسار کا (جو اہلحدیث کہلاتا ہے اور دلیل کے مخالف کسیکی
تقلید نہیں کرتا نواب صاحب کو مجدد یا اس سے بڑھکر مجتہد وقت مان لینے سے یہ لازم
نہیں آتا کہ میں ان کا مقلد ہوں اور جو کچھ وہ کہہ گئے ہیں اسکو صحیح مانتا ہوں۔

نواب صاحب کو جو ہمنے ضمیمہ سفیر ہند و رسالہ اشاعۃ السنہ میں مجدد کہا ہے تو صرف دو
وصف کی نظر و لحاظ سے کہا ہے و بس۔ ایک یہ کہ انکی سعی و اہتمام اور صرف زر سے بڑی
بڑی نایاب کتب حدیث و تفسیر وغیرہ ہندوستان و مصر وغیرہ میں چھپکر شائع ہوئی
ہیں۔ دوسری یہ کہ انکی کوشش سے حدود ریاست بھوپال سے بہت سی بدعات و رسوم
جاہلیت مرتفع ہوئی ہیں اور بہت سنتیں جاری ہوئی ہیں۔ ان دو وصف سے علاوہ
ہمنے انکی رائے و اجتہاد و خیال و مقال کی کبھی تصدیق یا تائید نہیں کی بلکہ انکی زندگی
میں رسالہ اشاعۃ السنہ میں صاف لکھ دیا تھا کہ تحقیق و تدقیق سے انکو کام اور انکی تصانیف

ہیں اسکا التزام نہ تھا۔ رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۹ کے نمبر اول کے (جو نواب صاحب کے معزول ہو جانے کے بعد ان کے ڈیفینس (مدافعت) میں شائع ہوا تھا۔ اور اسی قسم کی تحریرات کی طرف توجہ فرما کر گورنمنٹ نے انکی وفات کے بعد انکا خطاب نوابی بحال کیا تھا) کے صفحہ ۱۵ میں کہا ہے کہ نواب صاحب کو اپنی تصانیف میں تحقیق و تدقیق کا التزام نہیں صرف جمع و تالیف انکو پیش نظر رہتی ہے۔ لہذا وہ ہر قسم کے مسائل کو محقق ہوں۔ خواہ غیر محقق مناسب و ضروری ہوں خواہ غیر ضروری اپنی تصانیف میں درج کر دیتے ہیں۔ یہ امر صرف انہی مسائل میں نہیں پایا جاتا جن کو گورنمنٹ سے تعلق ہے۔ بلکہ بعض مذہبی اور علمی مسائل میں انکا بھی حال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہم عصروں اور ہم چشموں (مولوی عبدالحی لکھنوی وغیرہ علماء) نے انکی تصانیف پر سخت نکتہ چینی کی ہے۔ اور ان کے بعض مسائل میں غلطی و تحقیق سے مخالفت بھی ثابت کر دکھائی ہے حتی کہ اسکو نواب صاحب نے مان لیا ہے اور صاف لکھ دیا ہے۔ کہ ہم صرف ناقل ہیں۔ ہم کو اس سے بحث نہیں کہ فلاں امر میں حق و صحیح کونسا قول ہے۔ پھر رسالہ نمبر ۲ کے صفحہ ۶۰ میں کہا ہے۔ اسکی تمثیل میں ہمارے بھولے بھالے نوابصاحب (اگر یہ کتاب انکی تصنیف ہے) ناعاقبت اندیشی سے لکھ بیٹھے ہیں۔

پھر اسکے صفحہ ۵۷ میں کہا ہے۔ ہمنے نوابصاحب کو صرف دو وصف کے لحاظ سے مجدد کہا ہے۔ ایک یہ کہ ان سے علوم کی خوب ترویج و تشہیر ہوئی ہے۔ بہت سی کتابیں تصانیف سلف مختلف علوم میں انہوں نے بصرف زر چھپوا کر ملکوں میں شائع کی ہیں۔ اور بعض کتابیں تصانیف سلف سے ملخص کر کے انہوں نے خود بھی بنائیں اور چھپوائی ہیں۔ دوسری وصف۔ بعض مراسم اسلام کو زندہ کرنا اور بعض رسوم بد کو مٹانا۔ جن کی تفصیل اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۸ میں ہو چکی ہے۔ ان دو نو وصف کے علاوہ کسی وصف علمی اجتہادی وغیرہ میں ہمنے ان کو مجدد نہیں کہا اور ان دونوں اوصاف میں مجدد ہونے سے انکا مجتہد ہونا لازم نہیں آتا۔ چہ جائیکہ لوگوں کا انکا

مقلد ہونا۔ اس جواب کو بنظر انصاف پڑھنے سے امید ہے ہمارے بھائی اپنے اعتراض کو واپس لیں گے اور اس فرقہ کے کسی اہل علم کو نواب صاحب کا مقلد نہ کہیں گے۔ اور نہ اُن کے خیال ومقال کو اِنکا خیال ومقال قرار دینگے“

ہماری ان اقوال میں صاف اور صریح شہادت پائی جاتی ہے کہ ہم نواب صاحب کی رائے وخیالی باتوں کے مقلد نہیں اور ان کو مجدد کہنے سے ان کی بیدلیل بلکہ خلاف واقعہ امر کو صحیح مان لینا ہمارے ذِمّہ نہیں۔

اب رہا یہ امر کہ جو ہمارے ان اقوال میں پایا جاتا ہے کہ امام صاحب پر اکثر احادیث صحاح ستہ مخفی رہی ہیں۔ اور اُن سے بہت سی احادیث صحاح ستہ کا خلاف ہوا ہے۔ سو اسکو نفی شروط اجتہاد سے کوئی تعلق نہیں۔ بڑے بڑے جلیل الشان مجتہدین صحابہ پر بعض احادیث مخفی رہیں اور بعض احادیث سے انکا خلاف ہوا ہے اور ان کے متاخرین نے اُنپر مواخذہ کیا ہے۔ اسکی تفصیل ان ہی ضمیمجات سفیر ہند کی بحث مخفیات ومو خذات میں ہو چکی ہے۔

یہ مضمون حدیث الغاشیہ اور ہمارے نواب صاحب کا۔ الزامی جواب ہے۔ جو جواب ترکی بترکی کہلاتا ہے۔ تحقیقی جواب جو دلی اعتقاد وانصاف پر مبنی ہوتا ہے یہ ہے۔ کہ صاحب حدیث الغاشیہ نے بھی نفی شروط اجتہاد کے متعلق جو کہا ہے وہ حنفیہ کو الزامی طور پر کہا ہے نہ اپنے دلی اعتقاد وتحقیق وانصاف کی نظر سے شروط اجتہاد جو حنفیہ نے بیان کی ہیں اور جسمیں علم حدیث اجتہاد کے واسطے انہوں نے ضروری شرط ٹھہرایا ہے اسکی نفی کی ہے نہ اپنے اعتقاد اور وجہ حق وانصاف کے قرارداد کے مطابق شروط کی نفی۔ کیونکہ قرآن اور حدیث اور اجماعی قرارداد اہلحدیث میں کوئی حد ومعیار حدیث دانی جو اجتہاد کے لئے شرط ہو۔ پایا نہیں جاتا۔ پھر کوئی اہلحدیث کیونکر کسی مجتہد کی نسبت اپنے دلی اعتقاد سے کہہ سکتا ہے کہ اسمیں شرط حدیث دانی پائی نہیں جاتی۔ یہی جواب مولوی حمید اللہ صاحب ساکن میرٹھ کے رسالہ تقلید وعمل بالحدیث کی جملہ مضامین کا ہے (جو امام صاحب کی نفی اجتہاد کے متعلق لکھی گئی ہیں اور انکو عزیز عبد الکریم نے اپنے مضمون کے نمبر سوم میں اخبار اہلحدیث ۷۔ جنوری میں مشتہر کیا ہے) کہ وہ مضامین محض الزاماً لکھے گئے ہیں نہ تحقیقاً واعتقاداً۔ اور اگر مولوی حمید اللہ صاحب کا یہ دعاء ہو کہ جو کچھ مجھے کہا ہے اعتقاد وتحقیقاً وانصافاً کہا ہے تو وہ براہ نصح ہمکو کوئی ایک آیت یا حدیث بتادیں جسمیں اجتہاد کی ان شروط کا بیان ہو۔ اور ان سے گا